(۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام: مولانا عبدالغفار حسن رحمانی ۵رجناح کالونی۔ لائل پور، مغربی پاکستان

نذیر احمد رحمانی از بنارس

أخي الفاضل بارك الله لكم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

کارڈ ملا۔ خیریت معلوم کرکے انتہائی مسرت حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت کے ساتھ رکھے اور دین متین کی بیش از بیش خدمات کی توفیق بخشے اور اس کو قبول فرمائے۔ آمین!

دل بہت دنوں سے چاہ رہا تھا کہ آپ کی خیریت معلوم کروں مگر پتہ نہ معلوم ہونے سے مجبور تھا۔ نوٹس والی کاپی کے متعلق جواب عرض ہے کہ مولوی زبیر صاحب اور مولوی عبدالوحید صاحب دونوں اس وقت کاروباری سلسلہ میں مدراس گئے ہوئے ہیں۔ ایک دو مہینے میں جب واپس آجائیں گے تو انہی سے معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ کاپی محفوظ ہے یا نہیں۔ مولوی یحییٰ صاحب کو اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہے۔ یہ سب لوگ اب آپ کو بار بار یاد کرتے ہیں۔ مولوی عبدالمتین صاحب بھی آپ سے ملاقات کا بڑا اشتیاق رکھتے ہیں۔

عنبر صاحب کو انتقال کئے ہوئے تقریباً تین سال کی مدت گزر چکی ہے۔ انتقال سے چند سال پہلے بنارس سے الگ ہوگئے تھے اور بنگال میں ملازمت کرلی تھی، وہیں ان کا انتقال ہوا۔ غفر اللہ لہٗ ورحمہٗ

جامعہ رحمانیہ میں آپ کے زمانہ کی بہ نسبت تو ترقی ضرور ہے مگر فی نفسہٖ کوئی ترقی نہیں۔ عربی شعبہ میں اس وقت پانچ مدرّس ہیں اور طلبہ پندرہ عدد۔ سب بیرونی ہیں۔ کھانے کے لئے جاگیرہ نظم ختم ہوگیا ہے، مطبخ ہے۔

شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ رحمانی صاحب بفضلہٖ تعالیٰ بخیر وعافیت ہیں اور مکان ہی پر مقیم ہیں۔ شرح مشکوٰۃ کا کام کررہے ہیں۔ استاذِ مکرم مولانا حافظ محمد صاحب کی خدمت میں میرا سلام ضرور عرض کردیں۔ 'میثاق' کا کوئی شمارہ ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ 'المِنبر' لائل پور آتا ہے۔ والسلام

قاری صاحب، مولوی ابوالخیر صاحب اور عبدالغفار پانڈے ہولی والے وغیرہ آپکو سلام کہتے ہیں۔

نذیر احمد رحمانی از بنارس...... ۱۵رستمبر ۵۹ء

(۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بخدمت مولانا عبدالغفار حسن رحمانی، مرکز جماعت اسلامی، اچھرہ، لاہور

نذیر احمد رحمانی از بنارس

عزیز مکرم بارك الله لكم وزاد أمثالكم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کا ۱۶/شوال کا کارڈ مجھے ۲۷/شوال کو مل گیا تھا۔ کیا عرض کروں کہ ایک طویل عرصہ کے بعد آپ کا خط پاکر کس قدر قلبی وروحی مسرت حاصل ہوئی تھی۔ آپ نے بعض باتیں ایسی لکھی تھیں جن کے متعلق مبارک پور میں مولانا عبید اللہ صاحب کو خط لکھ کر معلوم کرنا ضروری تھا۔ چنانچہ میں نے فوراً وہاں لکھا۔ مولانا کا جواب کچھ دیر میں آیا اور اس درمیان میں مجھ پر ملیریا کا حملہ ہوگیا۔ تقریباً ایک ہفتہ تک اس میں مبتلا رہنے کے بعد باوجود نقاہت کے، آج ۸ ذیقعدہ کو آپ کو جواب لکھ رہا ہوں۔ مولانا کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا مکتوب ان کے نام بھی پہنچ گیا ہے اور انہوں نے آپ کو جواب بھیج دیا ہے۔ اس لئے محدث مبارکپوری علیہ الرحمہ کے معہود رسالہ کی بابت جوابدہی کی ذمہ داری سے تو میں سبکدوش ہوگیا۔

رہا مسئلہ حفید یتیم کے متعلق اپنی تحقیق کا سوال؟ تو سچ پوچھئے، ابھی اس خاص مسئلہ پر غور کرنے کا موقع کبھی نہیں ملا۔ سلف میں بھی شاید اس میں اختلاف نہیں، اس لئے کبھی اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ نقاہت دور ہوجانے کے بعد ان شاء اللہ اس مسئلہ کی جستجو کروں گا۔ اسلم صاحب کی محجوب الارث بھی نہیں دیکھی۔ ادھر تو نہیں ملتی، اگر وہاں مل سکے تو ایک نسخہ بھیج دیجئے یا اگر ہندوستان میں اس کے ملنے کا کوئی پتہ آپ کے علم میں ہو تو مطلع کیجئے۔ قرآن نے تو میت کی اولاد کی موجودگی میں والدین کا حصہ صرف سدس بتایا ہے: ﴿وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِن كَانَ لَهُ وَلَدٌ﴾ پھر یہ مسئلہ کہ میت کے باپ کی موجودگی میں اس کی اولاد محجوب اور باپ کل ترکہ کا مالک، کہاں سے نکل آیا؟ میں حیران ہوں...... شاید یہ مسئلہ فقہا کے اس اُصول سے ماخوذ ہے کہ جب باپ بیٹے مل جل کر کام کرتے ہوں تو سارا مال باپ کا مکسوبہ شمار ہوگا۔ اس لئے جب کسی شخص نے اپنی وفات کے بعد اپنے باپ کو بھی چھوڑا تو اب اس کا سارا متروکہ مال اس کے باپ کا مکسوبہ ہونے کی بنا پر اس کے باپ ہی کی ملکیت قرار پائی، اب اس کی متروکہ کوئی ملکیت ہی نہیں جس پر اس کی اولاد قابض ہو "كذا فى القنية الأب وابنه يكتسبان فى صنعة واحدة ولم يكن لهما شيئ فالكسب كلّه لأب إن كان الابن فى عياله لكونه مُعِينا لهٗ آلا ترىٰ لوغرس شجرة تكون للأب

لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب دونوں کاروبار میں شریک اور آمدوخرچ مخلوط غیر متمیّز ہو، ورنہ مذکورہ بالا آیتِ قرآنی کا پھر کوئی معنی نہیں ہوتا۔ بہرحال یہ مسئلہ مشہورہ کا جو منشا میں نے سمجھا ہے وہ بتایا ہے۔ رہا اس کا صحیح یا غلط ہونا تو ابھی مزید غور کے بعد شاید کچھ بتا سکوں۔

عنبر صاحب، مولوی ابوالخیر صاحب، قاری صاحب یہ سب جامعہ رحمانیہ میں موجود ہیں اور آپ کو

سلام کہہ رہے ہیں۔ عبدالستار جن کے مکان میں آپ عرصہ تک رہے ہیں میرے پاس اکثر آتے رہتے ہیں۔ آپ کو بہت یاد کرتے ہیں اور آپ سے ملنے کی بڑی تمنا رکھتے ہیں اور سچ پوچھئے تو 'قدرِ نعمت بعد زوال' کے مطابق اب تو آپ کو سبھی یاد کرتے اور جدائی کا افسوس کرتے ہیں۔ اگر آپ ہندوستان سے باہر نہ ہوتے تو پھر آپ کو دوبارہ حاصل کرنے کی ہر ممکن سعی عمل میں لائی جاتی اور میں اپنے متعلق کیا کہوں، مجھے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے کے بعد گویا گھر سے بے گھر ہوکر اِدھر اُدھر مارا مارا پھر رہا ہوں، اللہ رحم فرمائے۔ آمین! والسلام آئندہ خط وکتابت کے لئے یہ پتہ نوٹ کرلیجئے، مدرسہ کے پتہ کی ڈاک ضائع ہوجاتی ہے۔ (نذیر احمد رحمانی، دارالاقامہ، ۱۶/۷۵، پانڈے حویلی، بنارس شہر)

(۱۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بنام: مولانا عبدالغفار حسن جامعہ تعلیماتِ اسلامیہ: ۵/ جناح کالونی، لائل پور، مغربی پاکستان

عزیز محترم المقام بارک اللّٰہ لکم وعافاکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ایک طویل عرصہ کے بعد آپ کی خیریت آپ کے قلم سے معلوم کرکے بے حد دِلی مسرت حاصل ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل وکرم شامل حال رکھے، آمین! آپ کی خواہش کے مطابق مولوی زبیر وغیرہ سے آپ کی تقریر کے نوٹس کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ 'ترمذی' کی تقریر کا تو کوئی نوٹ نہیں ہے، ہاں پارہ الٓم کے متعلق ہے۔ مولوی عبدالقدوس کے پاس وہ کاپی محفوظ ملی ہے۔ ان شاء اللہ دو تین روز میں بذریعہ رجسٹری روانہ کروں گا۔ خدا کرے بحفاظت آپ کو وصول ہوجائے۔ وصولی کے بعد رسید سے ضرور مطلع کردیجئے گا تاکہ اطمینان ہوجائے۔

آپ کا خط بنام مولوی عبدالمتین صاحب کے ایک فقرہ سے اندازہ ہوا کہ آپ کو ان کے بھائی حاجی عبدالحق صاحب (خزانچی صاحب) کے انتقال کر جانے کی اطلاع نہیں ہوئی، حالانکہ ان کو انتقال کئے ہوئے تقریباً چار سال کا عرصہ ہورہا ہے۔ ان تین بھائیوں میں اب صرف مولوی عبدالمتین صاحب رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو عافیت وصحت کے ساتھ رکھے۔ حاجی محمد فاروق صاحب بھی ستمبر ۱۹۶۰ء میں (گذشتہ سال) انتقال کرگئے ہیں۔ غفر اللہ لہٗ

جامعہ رحمانیہ میں نسبۃً توسیع ہوئی ہے۔ اب مزید توسیع کا پروگرام طے ہوگیا ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی اس پر عمل ہوگا۔ لوگ آپ کو بہت یاد کررہے ہیں مگر افسوس اب ملاقات کی بھی توقع نظر نہیں آتی۔

"الرزية كل الرزية التی حالت بيننا و بين الأحبة"